السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

[قرآن پاک میں ا تعالیٰ کی ایک صفت بایں الفاظ بیان ہوئی کہ ''وہ ہی پیٹ کی چیزوں کو جانتا ہے۔'' [۳۱/لقمان : ۳۴

یعنی ماں کے پیٹ میں نر یا مادہ ہے اس کا علم صرف ا تعالیٰ کو ہے جبکہ آج جدید سائنس کے ذریعے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں بچہ ہے یا بچی۔ اس کے متعلق ذہنی الجھن کا شکار ہوں براہِ کرم قرآن پاک اور حدیث کی روشنی میں جواب دے کر مجھے مطمئن کریں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

قرآن پاک کی کوئی صراحت امر واقع سے متعارض نہیں ہے، اگر کوئی بظاہر قرآن پاک کے خلاف ہو تو امر واقع محض دعویٰ ہو گا، جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں یا پھر قرآن پاک کا امر واقع سے تعارض صریح نہیں ہو گا کیونکہ قرآن پاک کی صراحت اور واقع کی حقیقت دو قطعی امر ہیں اور دو قطعی چیزوں میں کبھی تعارض نہیں ہوتا۔ اس تمہید کے بعد ہماری گزارش ہے کہ آج جدید سائنس، مثلاً: الٹرا ساؤنڈ کے ذریعے اطباء حضرات کا دعویٰ ہے کہ وہ ماں کے پیٹ میں نر یا مادہ ہونے کے متعلق معلومات فراہم کر سکتے ہیں، اگر یہ محض دعویٰ ہے تو اس کے متعلق گفتگو کی ضرورت نہیں ہے، یہ بات ہمارے مشاہدہ میں ہے کہ بیوی خاوند نے اپنا شوق فضول پورا کرنے کے لیے کسی ڈاکٹر کی خدمات حاصل کیں، اس نے جدید آلات کے ذریعے زوجین کو تسلی دی کہ آپ کے ہاں پھول جیسا بچہ پیدا ہو گا لیکن ولادت اس کے بر عکس ہوئی، یعنی بچی پیدا ہوئی، بیسیوں واقعات شہادت کے طور پر پیش کیے جا سکتے ہیں۔ اگر یہ جدید ''تحقیق'' نشانے پر بیٹھ جائے اور ڈاکٹر کی پیشین گوئی کے مطابق بچہ ہی پیدا ہو تو بھی آیت قرآن پاک کے خلاف نہیں ہے، کیونکہ آیت ایک غیبی امر پر دلالت کرتی ہے۔ اور جنین کے متعلق غیبی امر صرف یہ نہیں کہ وہ نر ہے یا مادہ، بلکہ حدیث کے مطابق شکم مادر کے اندر جب استقرار حمل ہوتا ہے تو پہلے نطفہ ہوتا ہے، پھر منجمد خون، اس کے بعد گوشت کا لوتھڑا، پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے، ان مراحل میں جدید آلات سے معلوم نہیں کیا جا سکتا ہے کہ شکم مادر میں نر ہے یا مادہ، اس کے بعد شکل وصورت بنتی ہے۔ قرآن پاک کی تصریح کے مطابق یہ سب کچھ تاریکیوں کے اندر ہی ہوتا رہتا ہے، حتیٰ کہ وہ جنین مقررہ وقت کے بعد انسان کی شکل وصورت لے کر ماں کے پیٹ سے باہر آ جاتا ہے۔ ان تین پردوں میں پہلا پردہ ماں کا پیٹ، دوسرا اس کے اندر رحم اور تیسرا رحم کے اندر جھلی جس میں وہ بچہ ملفوف اور محفوظ ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ چار ماہ کے بعد جب جنین میں روح ڈالی جاتی ہے تو اس کی عمر، اس کی روزی، خوشحال ہو گا یا تنگ دست، نیز یہ نیک بخت ہو گا یا بد بخت، یہ تمام باتیں لکھ دی جاتی ہیں اور یہ رحم کے مراحل میں شامل ہیں۔ آیت کریمہ میں اس کے نر یا مادہ ہونے کو امور غیبی میں شمار ہی نہیں کیا گیا۔ اسی طرح سنت میں بھی اس کی صراحت نہیں ہے کہ ''ما فی الارحام'' سے مراد اس کا نر یا مادہ ہونا ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ شکم مادر کے اندر جب بچہ تین اندھیروں میں پرورش پاتا ہے تو جدید آلات سے ان اندھیروں کو زائل کیا جا سکتا ہے اور اس کی تصویر بھی لی جا سکتی ہے اور یہ کوئی بعید بات نہیں ہے۔ کیونکہ ا تعالیٰ نے ایسی قوی شعائیں پیدا کر رکھی ہیں جو ان اندھیروں کو پھاڑ دیتی ہیں اور یہ واضح ہو جاتا ہے کہ جنین نر ہے یا مادہ، جسم کے اندر ٹوٹے ہوئے اعضاء کو ایکسرے کے ذریعے معلوم کیا جا سکتا ہے تو جدید الٹرا ساؤنڈ سے اندھیرے میں تصویر بھی لی جا سکتی ہے اور ایسا کرنا قرآن پاک کے خلاف نہیں ہے، اس کے باوجود ہم کہتے ہیں کہ ان اطباء کا علم محض ظن و تخمین پر مبنی ہے کوئی یقینی بات نہیں ہے۔ جبکہ قرآن پاک کا دعویٰ حقیقت پر مبنی ہے۔ واضح رہے کہ عربی قواعد کے اعتبار سے ''مَافِي الْأَرْحَامِ'' روح پڑنے سے پہلے تک ہے جب اس میں روح پڑ جائے تو ''ما'' کی حدود سے نکل جاتا ہے، واضح رہے کہ ہمارے نزدیک قبل از وقت جنین کے متعلق معلومات حاصل کرنا کہ نر ہے یا مادہ محل نظر ہے۔ کیونکہ یہ ایک فضول شوق جو بلا ضرورت ہے، اسلام ایسے فضول کاموں کی اجازت نہیں دیتا۔
[واللہ اعلم]

هذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2، صفحہ:47